مصر ۲۰۰۶

ستمبر ۲۰۰۶عیسوی میں مجھے قاہرہ مصر میں ہونے والی ایک کانفرنس میں لیکچر دینے کا دعوت نامہ ملا۔پہلی مصری اردنی بائیوٹیکنالوجی کانفرنس میں لیکچر کا دعوت نامہ ملا۔

قاہرہ مشرق وسطیٰ کا سب سے بڑا شہر ہے۔اس کی آبادی ایک کروڑ ستر لاکھ ہے۔

فاطمید دور میں اس کی بنیاد جواہر السیقیلی نے ۹۶۹ عیسوی میں رکھی۔آثار قدیمہ سے پتہ چلتا ہے قدیم تہذیبوں کے دارالخلافے موجودہ دارالخلافہ کے قریب ہی تھے۔اہرام تو شہر کے بالکل قریب ہی ہیں۔شہر کے اہم ترین علاقے دریائے نیل کے کناروں پر واقع ہیں۔

میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا تو ڈاکٹر سجاد مرزا نے محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔ وہ خود قاہرہ جا چکے تھے اور بقول ان کے مصری سیاحوں کو لوٹنے اور بے وقوف بنانے میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔

کہنے لگے کہ جب وہ ہالینڈ میں طالب علم تھے تو قاہرہ جانے کا موقع ملا۔ ساتھیوں میں ایک جرمن لڑکی تھی۔ جب اہرام دیکھنے گئے تو ایک مصری شتربان نے اس لڑکی کو گھیر لیا اور کہنے لگا کہ وہ اسے ایک بہت عجیب اور خاص اہرام دکھائے گا۔ وہ اس کے چکمے میں آ گئی اور اونٹ پر بیٹھ گئی۔

شتربان اسے ویرانے میں لے گیا اور طے شدہ پیسوں کے علاوہ سو مصری پاؤنڈ مزید مانگنے لگا۔ اگر وہ یہ پیسے نہ دیتی تو نہ جانے کب تک اونٹ پر ہی بیٹھی رہتی۔ اس شتربان نے اونٹ کو زمین پر بٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ لڑکی کو یہ پیسے دینے پڑے اور جب واپس آئی تو اس کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔

میں نے کہا آپ فکر نہ کریں میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے مجھے بے وقوف بنانا آسان نہیں۔

کانفرنس پیر کے دن شروع ہونا تھی مگر جو فلائٹ مجھے ملی اس کے مطابق مجھے ہفتہ کی شام کو قاہرہ پہنچنا تھا۔ امارات کے طیارہ کے ذریعہ لاہور سے دوبئ اور وہاں سے جہاز بدل کر قاہرہ گیا۔ ائرپورٹ کوئی خاص نہیں تھا۔ امیگریشن میں بھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

مصر عرب دنیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک ہے اور قاہرہ دارالحکومت ہے۔ مجھے کہیں بہتر ہوائی اڈے کی توقع تھی۔

ائرپورٹ پر منتظمین کے نمائندے موجود تھے۔ کچھ دیر اور فلائٹوں کا انتظار کیا۔ جب مطلوبہ مہمان آ گئے تو ہم ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔

مصر کی آبادی تقریباً آٹھ کروڑ ہے اور اس لحاظ سے عرب دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ زیادہ تر آبادی دریائے نیل کے کنارے آباد ہے اور ہزاروں سالوں سے ایسا ہی ہے۔ باقی ملک صحارہ ریگستان کا حصہ ہے اور بہت کم آباد ہے۔ اس کی معیشت سیاحت، زراعت، اور صنعت پر منحصر ہے۔ انگریزی نام Egypt یونانی زبان سے ماخوذ ہے۔ مصر اسلامی نام ہے۔

طلوعِ اسلام کے وقت مصر رومن مملکت کا حصہ تھا۔ حضرت عمر کے دورِ خلافت میں حضرت عمرو ابن العاص نے مصر کو فتح کیا۔ وہ حضرت خالد بن ولید کے قریبی دوست تھے اور دونوں نے اکھٹے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ کیا عجب کہ ان کی شجاعت اور کارناموں کا موازنہ بھی صرف ایک دوسرے سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

قلیل فوج کے ساتھ عمرو ابن العاص نے اتنے طوفانی حملے کئے اور ایسی حکمت عملی اپنائی کہ روم جیسی سپر پاور کو ایک دو سالوں میں ہی مصر چھوڑنا پڑا۔

اس دور میں مصر کا سب سے قابلِ ذکر شہر اسکندریہ تھا جسے عجائبات کا شہر بھی کہا جاتا تھا۔ وہاں سمندر کے کنارے ایک بڑے مینار میں ایک ایسا آلہ نصب تھا جس سے میلوں دور افق سے پرے بھی سمندر پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ مگر پسپا ہوتی ہوئی رومی فوجیں اسے ناکارہ کر گئیں۔